145722 ـ كچھ عرصہ بيوى كو نان و نفقہ سے محروم ركھنے كے بعد طلاق دے دى كيا بيوى اس عرصہ كے نان و نفقہ كا مطالبہ كر سكتى ہے ؟

سوال

سوال ميرے بيٹى اور داماد كے بارہ ميں ہے، تقريبا ايك برس سے دونوں عليحدہ ہو چكے ہيں، اس ليے كہ ميرا داماد ميرى بيٹى سے برا سلوك كرتا تھا، ان كى رہائش بھى والدين اور اقرباء سے دور تھى، ايك بار بيٹى كو جھگڑا كى بنا پر مجبورا پوليس رپورٹ كرنا پڑى، پوليس نے آ كر گھر كى تلاشى لى تا كہ بيٹى كى بات كى سچائى معلوم كى جا سكے تو انہوں نے بچى كے جسم پر ضرب كے نشانات پائے اور ميرے داماد كو گرفتار كر ليا، اور نہ تو اپنى بيوى سے بات چيت كرنے كى اجازت دى اور نہ ہى ديكھنے اور ملنے، بلكہ جہاں ہمارى بيٹى اسے وہاں جانے سے بھى روك ديا.
اس وجہ سے ہم اپنے داماد كے كہنے پر بيٹى كو اپنے گھر لانے پر مجبور ہوئے، جب لائے تو وہ بہت لاغر ہو چكى تھى بچى كى عمر سولہ برس ہے، اور وہ حاملہ ہونے كى وجہ سے ويٹامن كى كمى كا شكار تھى، گھر ميں كھانے كى كوئى چيز نہ تھى اور اسے كوئى اختيار بھى حاصل نہ تھا، صرف وہ مسجد يا پھر كوئى چيز خريدنے يا ہوا خورى كے ليے باہر جا سكتى تھى.
ان حالات ميں ہمارے دامام نے ہميں پوليس معاملہ ختم ہونے كے بعد اسے واپس لے جانے كا عنديہ ديا، اسى وجہ سے ہمارے ساتھ رابطہ رہا كہ ہمارى بيٹى عدالت ميں جا كر اعتراف كرے كہ اس نے بھى خاوند كو مارا ہے، ليكن بيٹى نے جانے سے انكار كرديا، جس كى بنا پر اسے اور زيادہ غصہ آيا اور طلاق كى دھمكى دى، بہر حال بيٹى نے وكيل كو لكھا كہ مقدمہ عدالت سے ختم كر ديا جائے كيونكہ وہ اپنے خاوند كے ساتھ دوبارہ رہنا چاہتى ہے، جيسے ہى مقدمہ ختم ہوا اس نے فورى ہميں طلاق دينے كى اطلاع كر دى، كہ اس نے پوليس رپورٹ كيوں كروائى تھى.
جون (2008) سے آج تك ہم رابطہ كى كوشش كر رہے ہيں تا كہ طلاق كى تفصيل معلوم ہو سكے ليكن كوئى فائدہ نہيں ہوا، شريعت كے مطابق تو يہ طلاق ہو چكى ہے كيا ايك برس كا نان و نفقہ لينے كا حق ركھتى ہے يا نہيں، اور آپ اس مسئلہ ميں كيا نصيحت فرماتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند كے ليے بيوى پر بہتر اور اچھے طريقہ سے خرچ كرنا لازم ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

مرد حضرات عورتوں پر حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ایك دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے بھی کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34).

اور ایك دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

چاہیے کہ مالدار آدمی اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو وہ اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرے، اللہ تعالی کسی بھی جان کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جسقدر اسے دیا ہے الطلاق (7).

معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بیوی کا اس کے خاوند پر کیا حق ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور بیوی کے چہرہ پر مت مارو، اور قبیح و بدشکل مت کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے علیحدگی مت اختیار کرو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" فقہاء اس پر متفق ہیں کہ درج ذیل فرمان باری تعالی کی بنا پر خاوند پر بیوی کا نان و نفقہ اور لباس واجب ہے.

اور وہ مرد جس کا بچہ ہے اس کے ذمے معروف طریقہ کے مطابق ان عورتوں کا کھانا اور ان کا کپڑا ہے .

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ:

" ان عورتوں کا تم پر نان و نفقہ اور ان کا لباس معروف طریقہ کے مطابق واجب ہے "

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ تعالی سے فرمایا تھا:

" تم اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو معروف طریقہ سے کافی ہو "

رہا نفقہ تو فقہاء کرام اس کے وجوب پر متفق ہیں " انتہی

دیکھیں: بداية المجتهد و نهاية المقتصد (44).

لیکن اگر بیوی ناشز یعنی اپنے خاوند کی نافرمان ہو مثلا وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے، یا خاوند کا حق ادا نہ کرے تو پھر یہ نان و نفقہ ساقط ہو جائیگا.

دوم:

رجعی طلاق والی عورت کا دوران عدت نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہے.

اور اگر وہ حاملہ بیوی کو طلاق دے تو حاملہ بیوی کی عدت وضع حمل ہوگی، اس لیے حمل کی مدت میں چاہے طلاق بھی دے دے تو بھی بیوی کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہوگا.

موسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ طلاق رجعی والی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تك نان و نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہوگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر وضع حمل تك خرچ کرو . انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (16 / 274).

سوم:

چاہے بیوی خاوند کی مطیع و فرماں بردار ہو یا نافرمان حمل کی حالت میں طلاق سے پہلے یا طلاق کے بعد ہر حالت میں اس کے اخراجات و نان و نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہوگا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو بچے کے اخراجات بھی باپ کے ذمہ واجب ہونگے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (106750) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اس سے یہ واضح ہوا کہ آپ کے داماد پر آپ کی بیٹی کے حمل کا نان و نفقہ طلاق سے قبل اور طلاق سے بعد بھی لازم ہے، اور اسی طرح اسے طلاق سے قبل آپ کی بیٹی کے اخراجات دینا ہونگے، اور طلاق کے بعد عدت ختم ہونے تك بھی نفقہ کی ادائیگی کرنا ہوگی، اس سے استثنی اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اگر بیوی کی نافرمانی ثابت ہو جائے، اگر نافرمانی ثابت ہو جائے تو پھر بیوی کے نفقہ کی بجائے حمل کا نفقہ بھی ادا نہیں ہوگا.

اگر خاوند اپنی بیوی پر واجب کردہ نفقہ خرچ نہیں کرتا تو بیوی کو قرض حاصل کرنا چاہیے تھا، کہ وہ قرض لے کر

اپنا خرچ پورا کرے، اور پھر وہ خاوند سے قرض کی ادائیگی مطالبہ کریگی.

چاہے بیوی نے قرض لیا ہو یا آپ نے بغیر قرض لیے اس پر خرچ کیا ہے تو وقت اور عرصہ گزرنے سے وہ خرچ جو خاوند ادا ہی نہیں کیا ساقط نہیں ہوتا، بلکہ آپ اس سے ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس شخص نے اپنے ذمہ بیوی کا واجب نفقہ کچھ عرصہ ادا نہ کیا تو یہ اس سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ یہ اس کے ذمہ قرض ہے اس کی ادائیگی کرنا ہوگی، چاہے اس نے نفقہ کسی عذر یا غیر عذر کی بھی بنا بھی ترک کیا ہو، امام احمد رحمہ اللہ کی واضح اور ظاہر روایت یہی ہے، اور حسن اور مالك شافعی، اسحاق اور ابن منذر سب کا یہی قول ہے ":

جمہور رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ درج ذیل حکم سے استدلال کیا ہے:

" عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فوج کے سالاروں کو خط لکھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے غائب ہیں، یا تو انہیں ان کے اخراجات دیں، یا پھر طلاق دے دیں، اور اگر وہ طلاق دیں تو پچھلے عرصہ کا نان و نفقہ روانہ کریں " انتہی

دیکھیں: المغنی (8 / 165).

چہارم:

اگر وضع حمل ہونے کی بنا پر عدت ختم ہو جائے تو آپ کی طلاق یافتہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کے پاس جانا اور خاوند کا اس سے رجوع کرنا جائز نہیں؛ لیکن اگر وہ چاہے تو مہر کی ادائیگی کرتے ہوئے نیا نکاح کیا جا سکتا ہے.

ہم اپنی بہن کو یہی نصیحت کرتے ہیں (اللہ اسے توفیق سے نوازے) اگر اس کا خاوند برے اخلاق کا مالك ہے، اور وہ اپنے خاوند کے اخلاق میں کوئی بہتری اور تبدیلی کی امید بھی نہیں رکھتی تو پھر وہ اس کے پاس واپس جانے کی حرص مت رکھے، ہو سکتا ہے جو کچھ ہوا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہو اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی کا بھی فرمان ہے:

اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالی ہر ایك کو اپنی وسعت و فضل سے غنی کر دیگا، اور اللہ سبحانہ و تعالی بڑی وسعت والا اور حکمت والا ہے النساء (130).

اور اگر اس کا خاوند مجمل طور پر پسندیدہ ہے اور وہ اپنے خاوند کے پاس واپس جانے کی رغبت رکھتی ہے تو پھر اس کے لیے کسی ایسے شخص کو درمیان میں لایا جائے تو اسے تلاش کر کے انہیں اکٹھا اور آپس میں جمع کرنے

کی کوشش کرے، اس کے ساتھ ساتھ اسے کثرت سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے توفیق کی دعا کرنی چاہیے.

واللہ اعلم .